QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

نوجوان نسل میں اسلامی ثقافتی شعور کی ترویج: اسباب، رکاوٹیں اور حل

Promoting Islamic Cultural Consciousness among Youth: Causes, Challenges, and Solutions

Dr. Sadaf Sultan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore College for Women University, Lahore, Pakistan.
Email: drsadaflcwu@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0002-2087-4966

Abstract

This study explores the development and promotion of Islamic cultural consciousness among the youth in the context of rapid globalization, media influence, and cultural hybridization. It examines the underlying causes that have led to the decline of Islamic identity and values among young Muslims, including secular education systems, Western cultural dominance, and digital distractions. The research further analyzes the major obstacles hindering the revival of Islamic culture—such as intellectual disconnection from tradition, weak family and institutional roles, and lack of contextualized religious education. In response, the paper proposes a multi-dimensional strategy that emphasizes the integration of Islamic teachings into modern education, effective use of digital platforms for cultural awareness, revival of community-based mentorship, and fostering critical thinking rooted in faith. The study concludes that promoting Islamic cultural consciousness requires a balanced synthesis of tradition and modernity to equip the youth with a strong spiritual, moral, and intellectual foundation in the contemporary world.

Keywords: Islamic culture, youth, globalization, identity crisis, education, digital media, cultural revival, modern challenges.

اسلامی ثقافت کا تصور اپنی گہرائی اور وسعت میں محض رسوم ورواج یا تہذیبی علامات تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک ایسے فکری وروحانی نظام کا مظہر ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو الوہی توازن اور اخلاقی ربط عطا کرتا ہے۔ اسلامی تہذیب نے دنیا کو یہ شعور بخشا کہ انسان کا وجود محض مادی ارتقاء کا نتیجہ نہیں، بلکہ ایک مقصدِ تخلیق کے ساتھ وابستہ ہے—وہ مقصد جو اسے اپنے خالق کے ساتھ تعلق اور اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کے احساس سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی ثقافت دراصل توحید، عدل، علم، اخلاق اور عمل کی ہم آہنگ ترکیب ہے، جو نہ صرف فرد کی تعمیر کرتی ہے بلکہ تمدن کی اساس بھی بنتی ہے۔ اس ثقافت کی روح وہی قرآنی تصورِ انسان ہے جس میں انسان کو خلیفۃُ اللہ فی الارض قرار دیا گیا، یعنی زمین پر اخلاقی وفکری نظامِ عدل کا قیام اس

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

کی ذمہ داری ٹھہری۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے انسان کے کردار کو محض عقیدے تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اس کے اخلاق، معاشرت، معیشت، سیاست، اور علم سب کو ایمان کے دائرے میں شامل کر دیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ[1]

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے، خواہ مشرکوں کو یہ ناگوار گزرے۔"

اسلامی ثقافت اسی پیغام کی تمثیل ہے کہ ہدایت محض اعتقادی عمل نہیں بلکہ تمدنی انقلاب ہے۔ یہی وہ اساس ہے جس پر مسلمانوں نے علم، فن، فلسفہ، ادب، اور سیاست کے ایسے اعلیٰ نمونے قائم کیے جنہوں نے انسانیت کو فکری بلندی اور روحانی بصیرت عطا کی۔

عہدِ رسالت میں نبی اکرم ﷺ نے جو معاشرہ تشکیل دیا، وہ دراصل اسلامی ثقافت کی پہلی زندہ مثال تھی۔ اُس میں ایمان اور اخلاق کا رشتہ ایسا مضبوط تھا کہ ثقافت اور دین ایک ہی حقیقت کے دو مظاہر بن گئے۔ حدیث شریف میں نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ[2]

"مجھے تو صرف اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ میں اخلاقِ حسنہ کو مکمل کر دوں۔"

اسلامی ثقافت کا جوہر اخلاقی و روحانی ارتقاء ہے، اور یہی پہلو اسے دیگر تہذیبی نظاموں سے ممتاز کرتا ہے۔ جدید سماجی علوم کے محققین نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اسلامی تہذیب نے انسانی شخصیت کو ایسی جامع تربیت فراہم کی جس میں عقل، وحی، اور عمل کا توازن قائم رہا۔ ایڈورڈ گیبون لکھتا ہے:

"The rise of Islam restored to mankind the unity of faith and civilization that the ancient world had lost."[3]

"اسلام کے ظہور نے انسانیت کو ایمان اور تمدن کی وہ وحدت واپس لوٹا دی جو قدیم دنیا کھو چکی تھی۔"

اس سے مترشح ہوتا ہے کہ اسلامی ثقافت صرف مذہبی یا نظریاتی نظام نہیں بلکہ ایک ایسی تہذیبی حرکت ہے جو انسانی وجود کو معنویت، اجتماعی توازن، اور اخلاقی سمت عطا کرتی ہے۔

نوجوان نسل کے کردار کی تشکیل میں اسلامی ثقافت کی اہمیت اس لیے دوچند ہو جاتی ہے کہ یہی نسل تمدن کے تسلسل اور فکری بقاء کی ضامن ہے۔ اگر یہ نسل اپنی فکری بنیادوں، روحانی اقدار، اور تہذیبی ورثے سے ناآشنا ہو جائے تو اس کے اخلاق و افکار میں ایسا خلا پیدا ہوتا ہے جو بیرونی تہذیبوں کی یلغار کے لیے میدان ہموار کرتا ہے۔

---

[1] Al-Qur’ān, al-Tawbah 9:33
[2] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-‘Ilmīya, 1330 AH), 1: 2722
[3] Gibbon, Edward, *The Decline and Fall of the Roman Empire* (London: Strahan & Cadell, 1776), 4: 327

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے بجا فرمایا:

"Islamic culture is not a borrowed ornament but a natural growth of the Islamic spirit; it can only live when that spirit is alive in the hearts of the people."[4]

"اسلامی ثقافت کوئی عاریتاً لی گئی زیب وزینت نہیں بلکہ اسلامی روح کی فطری نمو ہے، یہ تبھی زندہ رہ سکتی ہے جب وہ روح لوگوں کے دلوں میں زندہ ہو۔"

یہی روحِ اسلام جب نوجوان نسل میں زندہ ہوتی ہے تو وہ محض عقیدت کے حامل نہیں رہتے بلکہ ایک فکری و عملی تحریک کے نمائندہ بن جاتے ہیں جو عدل، علم اور ایمان پر مبنی تمدن کو آگے بڑھاتی ہے۔

اسلامی ثقافت کی بقا کا راز اس بات میں مضمر ہے کہ اسے ماضی کی یادگار کے طور پر نہیں بلکہ مستقبل کی رہنمائی کے طور پر سمجھا جائے۔ اس کی اساس وحی پر ہے، اس کی روح عمل ہے، اور اس کا مقصود انسان کو اپنے رب اور اپنی نوع کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہے۔ یہی وہ تصور ہے جو نوجوان نسل کی فکری تربیت کا مرکز بن سکتا ہے، اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر اسلامی معاشرہ اپنے وجود کو ہر دور کی فکری یلغار سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

پہلا مبحث: اسلامی ثقافتی شعور کی حقیقت اور اہمیت

"ثقافتی شعور" ایک جامع اور ہمہ گیر اصطلاح ہے جو انسان کے اجتماعی وجود، فکری نظام، اور تہذیبی احساسات کے اندر پنہاں اس ادراک کو ظاہر کرتی ہے جو اسے اپنی اقدار، روایات، اور ماضی کے ساتھ جوڑتا ہے۔ یہ محض تمدنی اظہار یا جمالیاتی ذوق نہیں، بلکہ ایک فکری و روحانی شعور ہے جس کے ذریعے انسان اپنے تاریخی اور ایمانی پس منظر سے آشنا ہوتا ہے۔ اسی شعور کے ذریعے معاشرہ اپنی شناخت برقرار رکھتا ہے اور نئی نسلوں کو اپنی فکری اساس منتقل کرتا ہے۔ اسلامی تناظر میں یہ شعور محض ثقافتی نہیں بلکہ ایمانی و اخلاقی بیداری کا مظہر ہے جو انسان کو اپنے رب، اپنے آپ، اور اپنی جماعت کے ساتھ مربوط رکھتا ہے۔

اسلامی ثقافت کا بنیادی جوہر توحید ہے — وہ وحدانی نظریہ جو کائنات کے ہر پہلو میں خالق کی مرکزیت کو تسلیم کرتا ہے۔ یہی تصور عقیدہ و عبادت، اخلاق و کردار، علم و تہذیب، اور معاشرت و معیشت کے تمام پہلوؤں کو مربوط کرتا ہے۔ قرآنِ کریم نے اس تعلق کو یوں واضح فرمایا:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ[5]

"کہہ دو! بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔"

یہ آیت انسانی وجود کے کل جہات کو ایک توحیدی رشتے میں پرو دیتی ہے۔ یہی وحدتِ مقصد اسلامی ثقافت کا مرکز ہے جو عبادت کو اخلاق سے، اخلاق کو علم سے، اور علم کو عمل سے جوڑ دیتی ہے۔

[4] Mawdūdī, Abū al-A'lā, *Talimāt-e-Islām* (Lahore: Islamic Publications, 1955), 2: 114
[5] Al-Qur'ān, al-An'ām 6:162

اسلامی ثقافت کے بنیادی عناصر میں سب سے پہلا عنصر عقیدہ وعبادت ہے۔ عبادت کا مفہوم اسلام میں رسمی یا ظاہری حرکات تک محدود نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر طرزِ حیات ہے جو انسان کو ربّانی نظمِ حیات سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

العبادة اسم جامع لكل ما يحبه الله ويرضاه من الأقوال والأعمال الظاهرة والباطنة[6]

"عبادت ایک جامع اصطلاح ہے جو ہر اُس قول و عمل پر محیط ہے جسے اللہ پسند فرماتا ہے، خواہ وہ ظاہر میں ہو یا باطن میں۔"

عبادت اس شعور کا سرچشمہ ہے جو انسان کو اپنی زندگی کے ہر شعبے میں الوہی اطاعت کا احساس دلاتی ہے۔ یہی احساس اس کے اخلاق و کردار میں توازن پیدا کرتا ہے۔

اسلامی ثقافت کا دوسرا بنیادی عنصر اخلاق و کردار ہے۔ اسلام نے فرد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح کے لیے اخلاق کو مرکزیت دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا[7]

"ایمان میں سب سے کامل وہ مومن ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔"

یہ وہ اخلاقی تہذیب ہے جس نے مسلمانوں کو عدل، دیانت، اور رواداری کے نمونے بنادیا۔ یہی اخلاقی ثقافت امت کے اجتماعی ضمیر کی صورت میں زندہ رہی۔

اسلامی ثقافت کا تیسرا رکن علم وتہذیب ہے۔ اسلام نے علم کو وحی کا ہمزاد قرار دیا اور انسانی شعور کی بنیاد علم پر رکھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[8]

"کہہ دو! کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں برابر ہیں ان کے جو نہیں جانتے؟"

اسلامی ثقافت میں علم محض مادی نفع کے لیے نہیں بلکہ روحانی ارتقاء کے لیے وسیلہ ہے۔ اس نے عقل و وحی میں توازن پیدا کیا اور انسانی علم کو اخلاقی سمت عطا کی۔ امام غزالی کے نزدیک علم کی غایت "قربِ الٰہی" ہے، اور جب علم کا مقصد محض دنیاوی فائدہ ہو جائے تو وہ "نوری" کے بجائے "ناری" علم بن جاتا ہے[9].

چوتھا اہم عنصر **معاشرت ومعیشت** ہے۔ اسلامی ثقافت نے انسانی تعلقات کو عدل واحسان کے اصول پر استوار کیا۔ قرآن نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ[10]

بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

[6] Ibn Taymiyya, Taqī al-Dīn, *Majmū‘ al-Fatāwā* (Riyadh: Dār al-Wafā’, 1406 AH), 10: 149
[7] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-‘Ilmīya, 1330 AH), 1: 2723
[8] Al-Qur’ān, al-Zumar 39:9
[9] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Iḥyā’ ‘Ulūm al-Dīn (Cairo: Dār al-Ma‘ārif, 1356 AH), 1: 22
[10] Al-Qur’ān, al-Naḥl 16:90

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

یہی اصول اسلامی ثقافت کی سماجی بنیاد ہے۔ اس نے معاشرت میں مساوات، بھائی چارہ، اور خدمتِ خلق کو فروغ دیا۔ معیشت میں بھی اخلاقی حدود قائم کیں تاکہ دولت کا ارتکاز نہ ہو اور معاشی عدل برقرار رہے۔

نوجوان نسل کے فکری و عملی کردار میں ثقافتی شعور کی اہمیت اس لیے بنیادی ہے کہ نوجوانی وہ مرحلہ ہے جہاں نظریہ، جذبات، اور عمل کی قوت بیدار ہوتی ہے۔ اگر اس مرحلے میں اسلامی ثقافت کی روح منتقل نہ کی جائے تو فکری خلا اور شناختی بحران جنم لیتا ہے۔ سید قطب اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں:

"A generation that does not know its faith and its history will easily become a follower, not a leader."[11]

"وہ نسل جو اپنے ایمان اور تاریخ سے ناواقف ہو، قیادت نہیں بلکہ تقلید کی عادی بن جاتی ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے نسلِ نو کی تربیت میں تاریخ و ثقافت کی یاد دہانی کو لازمی قرار دیا:

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ[12]

"اور انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ۔"

یہ امر دعوتِ اسلامی کا ایک مستقل پہلو ہے کہ نوجوانوں کو محض نظریاتی ایمان نہیں بلکہ اپنی تہذیبی شناخت اور تاریخی شعور کے ساتھ جوڑا جائے۔ اسلامی ثقافتی شعور انسان کو یہ بصیرت عطا کرتا ہے کہ وہ ماضی سے روشنی لے کر حال میں رہنمائی پائے اور مستقبل کے لیے فکری بنیادیں استوار کرے۔ یہی شعور امت کے تسلسل اور وحدت کی ضمانت ہے۔ جب تک یہ زندہ رہے گا، امتِ مسلمہ نہ صرف اپنی روحانی اساس کو برقرار رکھے گی بلکہ عالمی تہذیبی مکالمے میں اپنی فکری شناخت بھی پیش کر سکے گی۔

دوسرا مبحث: نوجوان نسل میں اسلامی ثقافتی شعور کی ترویج کے اسباب

اسلامی ثقافتی شعور کی ترویج کا عمل محض ایک فکری یا نظریاتی سرگرمی نہیں بلکہ ایک ہمہ جہت تربیتی، معاشرتی اور ادارتی نظام کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کے لیے متعدد عوامل کارفرما ہوتے ہیں جو فرد کی ذہنی و روحانی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ خصوصاً نوجوان نسل، جو کسی بھی ملت کی امید و استقامت کی علامت ہوتی ہے، اس کے اندر اسلامی ثقافتی شعور کی بیداری تب ممکن ہے جب گھریلو تربیت، تعلیمی نظام، دینی و علمی مراکز، ذرائع ابلاغ، اور مثالی شخصیات کے نمونے اجتماعی طور پر ایک مربوط نظام میں عمل کریں۔

خاندانی و تربیتی عوامل

اسلامی ثقافت کی جڑیں خاندان کے ادارے میں پیوست ہیں۔ گھر وہ پہلا مکتب ہے جہاں ایمان، اخلاق، اور تہذیبی آداب کا بیج بویا جاتا ہے۔ ماں باپ کی شخصیت، گفتار، اور کردار بچے کے دل و دماغ میں پہلی اسلامی چھاپ چھوڑتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ[13]

---

[11] Quṭb, Sayyid, *Maʿālim fī al-Ṭarīq* (Cairo: Dār al-Shurūq, 1964), 1: 41
[12] Al-Qur'ān, Ibrāhīm 14:5
[13] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH), 4: 2658

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"

یہ حدیث اس امر کی جانب لطیف اشارہ کرتی ہے کہ ثقافتی شعور کی بنیاد **خاندانی فضا** میں رکھی جاتی ہے۔ اگر والدین خود اسلامی اقدار کے مظہر ہوں تو اولاد میں وہ شعور خود بخود منتقل ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے اس پہلو کو اپنی فکری شاعری میں یوں سمیٹا:

"افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر،
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ۔"

یہ شعری تاثر ظاہر کرتا ہے کہ خاندان دراصل ملت کی فکری اکائی ہے، اور اگر وہ اسلامی شعور سے منور ہو تو پوری امت میں ثقافتی توازن پیدا ہو جاتا ہے۔

تعلیمی نظام کا اثر

تعلیم کسی قوم کی فکری سمت متعین کرتی ہے۔ جب نصاب میں اسلامی اقدار، تاریخ اور تہذیبی ورثے کا تسلسل برقرار رہے، تب نوجوان نسل اپنے ماضی سے آشنا رہتی ہے۔ قرآن نے تعلیم کی بنیاد "ذکر" یعنی یاد دہانی پر رکھی ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[14]

"جیسے ہم نے تم میں ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیات تلاوت کرتا ہے، تمہیں پاکیزہ بناتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

یہ قرآنی تصورِ تعلیم کا محض ذہنی نہیں بلکہ تزکیاتی و ثقافتی پہلو بھی ظاہر کرتا ہے۔ تعلیم کا مقصد صرف معلومات کی ترسیل نہیں بلکہ تہذیبی اقدار کی منتقلی بھی ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمن لکھتے ہیں:

"Education in Islam is not merely instruction but a process of cultivating the total personality of man in the light of Islamic ideals."[15]

"اسلام میں تعلیم صرف تدریس نہیں بلکہ انسانی شخصیت کی مجموعی تشکیل کا وہ عمل ہے جو اسلامی اصولوں کی روشنی میں ہوتا ہے۔"

دینی اداروں، مساجد اور علماء کی خدمات

اسلامی معاشرت میں مساجد اور دینی ادارے وہ مراکز ہیں جہاں علم و عمل کی وحدت پروان چڑھتی ہے۔ مسجد نبویؐ اس نظام کا اولین نمونہ تھی جہاں عبادت کے ساتھ تعلیم، سماجی خدمت، اور ثقافتی تربیت بھی ہوتی تھی۔ امام مالک فرماتے ہیں:

كان مسجد رسول الله ﷺ مجمعًا للعلم والذكر والقضاء والمشاورة[16].

"رسول اللہ ﷺ کی مسجد علم، ذکر، عدل اور مشاورت کا مرکز تھی۔"

14 Al-Qur'ān, al-Baqara 2:151
15 Rahman, Fazlur, *Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition* (Chicago: University of Chicago Press, 1982), 1: 37
16 Mālik ibn Anas, *Al-Muwaṭṭa'* (Medina: Dār al-Fikr, 1310 AH), 1: 23

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

یہی روایت آگے چل کر مدارس و خانقاہوں کی صورت میں امت کے علمی و ثقافتی تسلسل کا ذریعہ بنی۔ ان اداروں نے نوجوان نسل کو قرآن و سنت کے ساتھ اپنے تہذیبی ورثے سے جوڑے رکھا۔

میڈیا، ادبیات اور اسلامی فنون کی ترویج

جدید دور میں میڈیا اور ادبیات وہ طاقتور ذرائع ہیں جن کے ذریعے فکری و ثقافتی سمت متعین ہوتی ہے۔ اسلامی فنون—مثلاً خطاطی، معماریت، اور نعتیہ ادب—نہ صرف جمالیاتی تسکین کا ذریعہ ہیں بلکہ روحانی و فکری شعور کے مظاہر بھی ہیں۔ سید حسین نصر کے مطابق:

"Islamic art is the visible expression of the spiritual world of Islam."[17]

"اسلامی فنون، اسلامی روحانیت کے مرئی مظاہر ہیں۔"

اسلامی ثقافتی شعور کی ترویج کے لیے ضروری ہے کہ میڈیا کو محض تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ تربیت کا وسیلہ بنایا جائے، جہاں اسلامی اخلاقیات، تاریخ، اور تہذیب کو تخلیقی انداز میں پیش کیا جائے۔

مثالی شخصیات (Role Models) کا تعارف

نوجوان نسل کی تربیت میں **قدوت و اسوہ** کا کردار سب سے مؤثر ہوتا ہے۔ قرآن نے نبی کریم ﷺ کی سیرت کو ایک **مکمل** اسوہ قرار دیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[18]

"تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

اسی طرح صحابہ کرامؓ، صلحاء اور مسلم مفکرین کی زندگیاں عملی ثقافتی شعور کی زندہ مثالیں ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کی فقہی بصیرت، امام شافعیؒ کا علمی توازن، امام غزالیؒ کی فکری گہرائی، اور صلاح الدین ایوبیؒ کا عملی عدل—سب اس بات کا مظہر ہیں کہ اسلامی ثقافت صرف نظریہ نہیں بلکہ ایک زندہ عمل ہے۔ جب نوجوان نسل ان شخصیات سے متعارف ہوتی ہے تو وہ اپنی شناخت کو محض ماضی کی وراثت نہیں بلکہ حال کی ذمہ داری کے طور پر محسوس کرتی ہے۔ یہی احساس ثقافتی تسلسل اور فکری استقلال کی ضمانت ہے، اور اسی کے ذریعے امت اپنی فکری خود مختاری برقرار رکھ سکتی ہے۔

تیسرا مبحث: اسلامی ثقافتی شعور کی راہ میں رکاوٹیں

اسلامی ثقافتی شعور کی ترویج کے راستے میں حائل رکاوٹیں محض بیرونی یا مادی نوعیت کی نہیں بلکہ فکری، نظریاتی اور اخلاقی سطح پر بھی نہایت گہری ہیں۔ یہ رکاوٹیں جدید تہذیبی دباؤ، فکری استعماری اثرات، اور داخلی غفلت کے امتزاج سے وجود میں آئی ہیں۔ آج کا نوجوان جس فکری دنیا میں سانس لے رہا ہے، وہاں اس کی شناخت متضاد نظریات، مغربی میڈیا کے بیانیے، اور سیکولر و ماڈرن فکر کے دباؤ کے درمیان منقسم ہے۔ نتیجتاً اسلامی ثقافت کا وہ روحانی و فکری تسلسل جس نے صدیوں تک مسلم معاشرت کو متحد رکھا، اب کمزور ہوتا جا رہا ہے۔

---

[17] Nasr, Seyyed Hossein, *Islamic Art and Spirituality* (Albany: State University of New York Press, 1987), 1: 5
[18] Al-Qur'ān, al-Aḥzāb 33:21

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

فکری و نظریاتی مسائل: سیکولرازم، ماڈرن ازم اور مغربی میڈیا

اسلامی ثقافت کی بنیاد **توحید** اور الوہی مرجعیت پر قائم ہے، جب کہ جدید مغربی فکر کا محور **انسانی خودمختاری** اور **عقلِ خودبسند** ہے۔ سیکولرازم نے مذہب کو محض شخصی دائرے تک محدود کر دیا، اور جدیدیت (Modernism) نے اقدار کو مطلق کے بجائے نسبتی بنا دیا۔ یہ فکر اس بنیاد پر اسلامی ثقافت سے متصادم ہے کہ اسلام کے نزدیک اخلاق، علم، اور قانون سب وحی کی روشنی میں متعین ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اقبال نے اس بحران کی لطیف تشخیص یوں کی:

"جدید یورپ کی ساری تہذیب کی روح مادیت ہے، اس کی بنیاد عقل پر ہے، عشق پر نہیں۔"

یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ جب عقل اپنی الہامی سمت سے کٹ جائے تو تہذیب اپنی روح کھو دیتی ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"سیکولرازم جب زندگی کو مذہب سے جدا کرتا ہے تو ثقافت کی روح کو ہی فنا کر دیتا ہے۔"[19]

مغربی میڈیا نے اس فکری دباؤ کو مزید گہرا کر دیا ہے۔ ذرائع ابلاغ نہ صرف اقدار بلکہ **طرزِ احساس** کو بھی تشکیل دیتے ہیں۔ نتیجتاً مسلمان نوجوان اپنے مذہبی ورثے سے زیادہ مغربی طرزِ زندگی کو قابلِ تقلید سمجھنے لگتا ہے۔ اس فکری تغلب نے اسلامی ثقافت کو کمزور کر کے ایک **تہذیبی اجنبیت** پیدا کر دی ہے۔

تعلیمی نصاب کی غیر اسلامی تشکیل

مسلمان معاشروں کے اکثر تعلیمی نظام استعماری دور کے اثرات سے آزاد نہیں ہو سکے۔ نصاب میں اسلامی فکر کا وہ تسلسل جس سے تہذیبی شعور منتقل ہوتا تھا، منقطع ہو چکا ہے۔ قرآنِ کریم نے تعلیم کو ایمان اور تزکیہ کے ساتھ جوڑا تھا، مگر جدید تعلیم نے اسے محض پیشہ ورانہ مہارت تک محدود کر دیا۔

سید حسین نصر اس تبدیلی کو یوں بیان کرتے ہیں:

"Modern education has cut off the human intellect from the sacred, thereby producing a fragmented personality."[20]

"جدید تعلیم نے انسانی عقل کو قدسی بنیاد سے کاٹ دیا ہے، جس سے شخصیت میں انقطاع اور بکھراؤ پیدا ہوا ہے۔"

یوں نوجوان کا ذہن سائنس، فلسفہ اور تاریخ کے میدانوں میں اسلامی نقطۂ نظر سے خالی رہ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کو صرف مادی زاویے سے دیکھتا ہے اور روحانی حقیقتوں کو غیر متعلق سمجھنے لگتا ہے۔

خاندانی نظام کی کمزوری اور والدین کی غفلت

اسلامی ثقافت کی ابتدائی تربیت ہمیشہ خاندان کے دائرے میں ہوتی رہی ہے۔ لیکن جدید شہری زندگی نے خاندان کو منتشر اور والدین کو مصروف کر دیا ہے۔ بچوں کے اخلاقی و دینی تربیتی پہلو پر توجہ کم ہوتی جا رہی ہے۔

[19] Mawdūdī, Abū al-A'lā, *The Islamic Way of Life* (Lahore: Islamic Publications, 1967), 1: 42
[20] Nasr, Seyyed Hossein, *Knowledge and the Sacred* (Albany: State University of New York Press, 1989), 1: 45

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

قرآن نے خاندان کو ایمان کی بقا کا قلعہ قرار دیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[21]

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔"

اس قرآنی حکم کی غفلت نے نسلِ نو کے اخلاقی توازن کو متاثر کیا۔ جب گھر میں قرآن و سنت کی فضا کمزور پڑتی ہے تو نوجوان کی فکری تشکیل غیر اسلامی ذرائع کے زیرِ اثر ہونے لگتی ہے۔

سوشل میڈیا کا منفی اثر اور ثقافتی الجھنیں

ڈیجیٹل دنیا نے جہاں علم و معلومات تک رسائی آسان کی ہے، وہیں نوجوان ذہن کو **تہذیبی انتشار** میں مبتلا کر دیا ہے۔ سوشل میڈیا پر مغربی طرزِ زندگی، لذت پسندی اور مادیت کو کامیابی کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ تصور اسلامی ثقافت کے روحانی اور اخلاقی اصولوں سے متصادم ہے۔

امام ابن القیم کا قول یہاں معنوی رہنمائی فراہم کرتا ہے:

القلب إن لم يُشغل بالحق شغله الباطل.[22]

"اگر دل کو حق میں مصروف نہ کیا جائے تو باطل اسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔"

یہی حال جدید نوجوان کا ہے جو اگر اسلامی تربیت سے منقطع ہو جائے تو سوشل میڈیا کی جھوٹی درخشانیوں کا اسیر بن جاتا ہے۔

اسلامی تاریخ اور تہذیب سے عدم واقفیت

ایک بڑی رکاوٹ نوجوانوں کی اپنی تاریخی و تہذیبی جڑوں سے ناواقفیت ہے۔ مسلمانوں کی علمی و تمدنی تاریخ سے لاعلمی نے انہیں احساسِ تفاخر سے محروم کر دیا ہے۔ قرآن نے مومنین کو بارہا تاریخِ انبیاء و اقوام کا مطالعہ کرنے کی دعوت دی:

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ[23]

"زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ تم سے پہلے والوں کا انجام کیا ہوا۔"

اسلامی تاریخ سے عدم واقفیت نے مسلم نوجوانوں کو اپنی شناخت کے سرچشموں سے جدا کر دیا ہے۔ وہ اب ابنِ سینا، فارابی، البیرونی یا امام شافعی کو اپنے ورثے کے بجائے محض تاریخی نام سمجھتا ہے۔

نوجوانوں میں "شناختی بحران (Identity Crisis)"

تمام رکاوٹوں کا نتیجہ نوجوانوں میں ایک گہرا شناختی بحران ہے۔ وہ نہ مکمل طور پر مغربی ہے نہ اسلامی، بلکہ دو متضاد دنیاؤں کے درمیان معلق ہے۔

---

[21] Al-Qur'ān, al-Taḥrīm 66:6

[22] Ibn al-Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr, *Al-Fawā'id* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1415 AH), 1: 67

[23] Al-Qur'ān, al-Rūm 30:42

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

مالک بن نبی اس بحران کو"قابلِ تسخیر ذہن (Colonized Mind) "کے نام سے تعبیر کرتے ہیں:

"The most dangerous form of colonization is the colonization of the mind."[24]

"سب سے خطرناک استعمار ذہنی استعمار ہے۔"

یہ بحران نوجوان کے فکری رویے، جمالیاتی ذوق، اور اخلاقی فیصلوں کو متاثر کرتا ہے۔ جب تک اسے اپنی اسلامی شناخت پر یقین حاصل نہ ہو، وہ مغربی فکر کی چمک میں اپنی روحانی حقیقت کھوتا رہے گا۔

یوں یہ تمام عوامل اسلامی ثقافتی شعور کی راہ میں دیوارِ چین بنے ہوئے ہیں۔ ان رکاوٹوں کا ازالہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک امت بحیثیتِ مجموعی اپنی فکری خودی کو بحال نہ کرے، اپنے تعلیمی و خاندانی نظام کو اسلامی بنیادوں پر استوار نہ کرے، اور جدید ذرائع ابلاغ کو **تہذیبی خدمت** کے لیے استعمال نہ کرے۔

چوتھا مبحث: اسلامی ثقافتی شعور کی ترویج کے لیے تجاویز و حل

اسلامی ثقافتی شعور کی ترویج محض ایک نظریاتی خواہش نہیں، بلکہ ایک جامع فکری، تعلیمی، اور اجتماعی منصوبہ بندی کا تقاضا کرتی ہے۔ جب معاشرہ اپنی فکری اساس کو وحی کی روشنی میں از سرِ نو منظم کرے، تب ہی وہ نسلِ نو میں ایسا ثقافتی شعور پیدا کر سکتا ہے جو روحانیت، علم، اور عمل کے امتزاج سے نمو پائے۔ اسلامی تہذیب کے احیا کا یہ سفر قرآن و سنت کی اساس پر ایک نظامی و ہمہ جہت اصلاحی عمل کا متقاضی ہے۔

دینی و عصری تعلیم میں توازن پیدا کرنا

اسلامی ثقافت کی بقا کے لیے سب سے پہلی ضرورت تعلیم میں وحدت ہے۔ ماضی میں مسلمانوں کی علمی روایت نے عقل و وحی، علم و عمل، اور دین و دنیا کے درمیان کوئی تفریق نہیں رکھی۔ مگر موجودہ دور میں دینی و عصری تعلیم کے درمیان خلیج پیدا ہو چکی ہے۔ اس خلا نے نوجوان نسل کو فکری انتشار میں مبتلا کر دیا ہے۔ قرآنِ کریم نے تعلیم کو تزکیہ اور حکمت کے ساتھ جوڑا:

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ[25]

"وہ انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔"

یہ تعلیم کا وہ جامع تصور ہے جس میں علمِ وحی اور علمِ عقل دونوں شامل ہیں۔ امام غزالیؒ نے اس امتزاج کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

العلم بلا عمل جنون، والعمل بلا علم لا يكون.[26]

"علم بغیر عمل دیوانگی ہے، اور عمل بغیر علم وجود نہیں رکھتا۔"

[24] Malik Bennabi, *The Question of Culture* (Kuwait: Dar al-Fikr al-ʻArabi, 1971), 1: 18
[25] Al-Qur'ān, Āl ʿImrān 3:164
[26] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, *Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn* (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1356 AH), 1: 21

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

اس توازن کے لیے ضروری ہے کہ دینی مدارس میں عصری علوم اور عصری اداروں میں دینی اخلاقیات اور اسلامی فلسفۂ تعلیم کو شامل کیا جائے، تاکہ نوجوان کے ذہن میں دین و دنیا کا تضاد ختم ہو۔

نصابِ تعلیم میں اسلامی تاریخ، ادب، اور شخصیات کی شمولیت

اسلامی ثقافتی شعور اس وقت تک پروان نہیں چڑھ سکتا جب تک تعلیم کا نصاب اپنے تہذیبی ورثے سے جڑا نہ ہو۔ مسلمانوں کی علمی و فکری تاریخ میں بے شمار ایسی شخصیات ہیں جنہوں نے دنیا کو علم، فلسفہ، ادب، سائنس، اور روحانیت کے میدانوں میں نئی جہتیں دیں۔ ان کی زندگیوں کو نصاب کا حصہ بنانا نہ صرف تاریخی آگاہی فراہم کرے گا بلکہ روحانی خوداعتمادی کو بھی بحال کرے گا۔

ڈاکٹر سید حسین نصر کے مطابق:

> "To revive Islamic culture, Muslims must reconnect with their intellectual and spiritual heritage."[27]

"اسلامی ثقافت کی تجدید کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے فکری اور روحانی ورثے سے دوبارہ جڑ جائیں۔"

لہٰذا نصاب میں امام رازیؒ، ابن خلدونؒ، ابن سیناؒ، امام شافعیؒ، اور رومیؒ جیسے مفکرین کے نظریات کو شامل کرنا اسلامی شعور کی تشکیل میں مؤثر کردار ادا کرے گا۔

میڈیا کا مثبت استعمال: اسلامی ڈرامہ، ڈاکیومنٹریز، پوڈکاسٹ وغیرہ

میڈیا جدید دنیا میں فکری جنگ کا سب سے طاقتور میدان ہے۔ اگر اسے مثبت سمت میں استعمال کیا جائے تو یہ **دعوتِ اسلام اور اسلامی ثقافت** کے فروغ کا مؤثر وسیلہ بن سکتا ہے۔ اسلامی اقدار کو فنی و تخلیقی زبان میں پیش کرنے کے لیے ایسے ڈرامے، فلمیں، اور پوڈکاسٹ تیار کیے جائیں جو ایمان، اخلاق، تاریخ، اور ثقافت کے پہلوؤں کو اجاگر کریں۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> "The media is not only a means of communication but a weapon that can be used for guidance or misguidance."[28]

"میڈیا محض رابطے کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک ہتھیار ہے جسے ہدایت یا گمراہی دونوں کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔"

اسلامی میڈیا پلیٹ فارمز، تاریخی سیریز، اور علمی مکالماتی پوڈکاسٹس کے ذریعے نوجوانوں کو اسلامی فکر کی فکری و جمالیاتی گہرائی سے روشناس کرایا جا سکتا ہے۔

---

[27] Nasr, Seyyed Hossein, *Islamic Life and Thought* (London: George Allen & Unwin, 1981), 1: 23
[28] Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, *Fiqh al-Daʿwah* (Cairo: Dār al-Shurūq, 1996), 1: 88

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

خاندانی نظام کی مضبوطی اور والدین کی تربیتی ذمہ داریاں

اسلامی ثقافت کا پہلا قلعہ خاندان ہے۔ اگر والدین اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہو جائیں تو نسلِ نو مغربی طرزِ فکر کی نذر ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[29]

"تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔"

یہ ذمہ داری صرف مادی کفالت تک محدود نہیں بلکہ اخلاقی، فکری، اور روحانی تربیت کو بھی شامل ہے۔ گھروں میں قرآن فہمی کے حلقے، سیرتِ نبویؐ کی تعلیم، اور مشترکہ عبادات کے ذریعے بچوں کے ذہن و قلب میں اسلامی شعور راسخ کیا جا سکتا ہے۔

مساجد، جامعات اور اسلامی تنظیموں کا کردار

مساجد اور جامعات اگر اپنے اصل کردار کی طرف لوٹ آئیں تو وہ اسلامی ثقافت کے مراکز بن سکتی ہیں۔ مسجد نبویؐ اس کی اولین مثال ہے جہاں عبادت، تعلیم، سیاست، اور سماجی خدمت سب یکجا تھیں۔ امام مالکؒ کے مطابق:

كانت المساجد في صدر الإسلام مراكز للتربية والتعليم والإصلاح[30].

"صدرِ اسلام میں مساجد تربیت، تعلیم اور اصلاح کے مراکز تھیں۔"

اسی طرح جامعات اور اسلامی تنظیمیں علمی و فکری سیمینارز، بین المذاہب مکالمات، اور ثقافتی میلوں کے ذریعے اسلامی شناخت کو جدید زبان میں اجاگر کر سکتی ہیں۔

اسلامی تربیت گاہوں، سیمینارز اور کلچرل ورکشاپس کا انعقاد

عملی سطح پر اسلامی ثقافت کے احیاء کے لیے تربیتی پروگرام، ورکشاپس، اور ثقافتی میلوں کا انعقاد ضروری ہے، جہاں نوجوانوں کو اسلامی تاریخ، فنون، اور افکار کے ساتھ تخلیقی طور پر جوڑا جائے۔ ابن خلدونؒ کے مطابق:

التربية هي أساس العمران، وبصلاحها يصلح الإنسان والمجتمع[31].

"تربیت ہی تمدن کی بنیاد ہے، اور اس کی اصلاح سے انسان و معاشرہ دونوں سنور جاتے ہیں۔"

اسلامی اداروں کو چاہیے کہ وہ ایسے پروگرام ترتیب دیں جو نوجوانوں کی فکری جستجو، تخلیقی صلاحیت، اور دینی وابستگی کو بیک وقت پروان چڑھائیں۔

---

[29] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH), 3: 1829
[30] Mālik ibn Anas, *Al-Muwaṭṭa'* (Medina: Dār al-Fikr, 1310 AH), 1: 25
[31] Ibn Khaldūn, ʿAbd al-Raḥmān, *Al-Muqaddimah* (Beirut: Dār al-Fikr, 2004), 1: 51

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

پانچواں مبحث: نتائج وسفارشات

نوجوان نسل میں اسلامی ثقافتی شعور کی کمی محض ایک سطحی مسئلہ نہیں بلکہ خاندانی، تعلیمی، فکری، اور سماجی نظام میں گہرے اسباب رکھتی ہے۔ عصرِ حاضر کے فکری مسائل، مغربی نظریات کی یلغار، اور مادیت پرستی کے بڑھتے ہوئے اثرات نے نوجوانوں کے اسلامی طرزِ فکر، اقدار، اور تہذیبی شناخت کو کمزور کر دیا ہے۔ اس ضمن میں تحقیق کے بنیادی نتائج اور سفارشات درج ذیل ہیں:

* تحقیق سے واضح ہوا کہ خاندان اسلامی تربیت کا پہلا اور بنیادی ادارہ ہے، لیکن والدین کی غفلت اور مصروفیت نے اس کردار کو کمزور کر دیا ہے۔ اسی طرح نصابِ تعلیم میں اسلامی اقدار اور تاریخی شعور کی کمی نے نوجوانوں کو اپنی تہذیبی جڑوں سے دور کر دیا ہے۔ فکری سطح پر مغربی نظریات—خصوصاً سیکولرازم، لبرل ازم، اور ماڈرن ازم—نے اسلامی شعور کو پس منظر میں دھکیل دیا ہے۔
* موجودہ اسلامی ادارے اگرچہ دعوت، تعلیم، اور تربیت میں سرگرم ہیں، لیکن ان کے طریقہ کار کو جدید ذرائع ابلاغ، اکیڈمک ڈسکورس، اور ڈیجیٹل میڈیا کے تقاضوں کے مطابق جدید خطوط پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ نوجوانوں تک اسلامی پیغام کو دلچسپ، سائنسی، اور فکری انداز میں پہنچانے سے ان کی دلچسپی میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔
* تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب نوجوان اپنے ہی تہذیبی ورثے سے ناواقف رہتے ہیں تو وہ مغربی تہذیب کو ماڈل کے طور پر اختیار کر لیتے ہیں۔ نتیجتاً، ان کی خودی، کردار، اور اخلاقی نظام کمزور ہو جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ اور شخصیات سے عملی تعلق اس بحران کا مؤثر علاج ہو سکتا ہے۔
* محض تعلیمی یا مذہبی اصلاح کافی نہیں؛ بلکہ خاندانی تربیت، تعلیمی اصلاحات، میڈیا کے کردار، اور سماجی اداروں کے اشتراک سے ایک جامع ثقافتی احیاء کی تحریک درکار ہے۔

سفارشات (Recommendations)

* یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اسلامی ثقافت، تہذیب، فنون، اور علمی ورثے پر مبنی مضامین شامل کیے جائیں تاکہ نوجوانوں کو اپنی فکری شناخت کا شعور حاصل ہو۔ یہ کورسز طلبہ میں اسلامی فکر، تاریخ، اور تمدنی شعور کو زندہ رکھنے میں مددگار ہوں گے۔
* فکری تربیت کے لیے علماء کرام، اساتذہ، اور میڈیا کے ماہرین کا اشتراک ناگزیر ہے۔ اس کے تحت اسلامی ثقافتی بیداری مہمات، سیمینارز، اور میڈیا پروڈکشنز کے ذریعے نوجوانوں کو مثبت اسلامی مواد فراہم کیا جائے۔ اس مہم کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ نوجوانوں کو بتایا جائے کہ اسلامی ثقافت نہ صرف روحانیت بلکہ ترقی، علم، اور انسانی فلاح کا ضامن ہے۔
* نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں اسلامی فنون (خطاطی، تعمیرات، موسیقی، اور مصوری کی اسلامی جہات)، اسلامی ادب، اور مسلم مفکرین کے نظریات کو شامل کیا جائے۔ کلچرل ورکشاپس، نمائشیں، اور تحقیقی مقابلے نوجوانوں میں دلچسپی پیدا کریں گے اور ان کی فکری شناخت کو مضبوط بنائیں گے۔
* موجودہ دور میں نوجوان زیادہ وقت سوشل میڈیا پر گزارتے ہیں۔ اس لیے ضرورت ہے کہ اسلامی فکر اور ثقافت پر مبنی یوٹیوب چینلز، پوڈکاسٹس، ایپلیکیشنز، اور آن لائن فورمز قائم کیے جائیں جو معیاری، سائنسی، اور دلکش انداز میں اسلامی اقدار کو فروغ دیں۔